گرو نانک اور بھگت کبیر

از
احمد ہادی
مقبول سیوو

ادارہ آسان اردو
یدآباد دکن

قیمت ۶/

گرو نانک اور بھگت کبیر

مقبول احمد سیوہاروی

مطبع دستگیری
چیلہ پورہ۔ حیدرآباد۔ دکن

گرو نانک

دیکھنا سردار جی آرہے ہیں۔ ان کے سر کے بال کیسے لمبے ہیں بال کھول کر کھڑے ہو جائیں اور کوئی انھیں پیچھے سے دیکھے تو سمجھے کہ عورت کھڑی ہے ان کا چہرہ کیسا بھلا لگتا ہے داڑھی سے بھرا ہوا ہے۔ سردار جی پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ پنجاب کے شہروں میں

ایک شہر ہے امرت سر۔ امرت سر
میں جہاں کہیں بھی جاؤ بس
سردار جی سردار جی دکھائی دیتے
ہیں۔ امرتسر شہر میں سردار جی کا
ایک بڑا گرودوارہ ہے۔ گرودوارہ
بڑا خوب صورت ہے۔ سفید سفید پتھر
کا بنا ہے۔ پتھروں پر سونے کا
رنگ ہے بیل بوٹے میں جیسا
کسی دلہن کو سجایا جاتا ہے ویسا ہی
گرودوارہ سجا ہوا ہے ہندوستان
دیس کے رہنے والوں میں مسلمان
ہیں ہندو ہیں عیسائی ہیں یہودی
ہیں اور سکھ ہیں۔ سکھوں کو
سردار جی کہتے ہیں سکھ بڑی
بہادر قوم ہے۔ بہت دن کی

بات ہے ہندوستان دیس میں پٹھانوں کا زور تھا پٹھانوں کا ایک بادشاہ تھا ابراہیم لودھی۔ ابراہیم لودھی کی سرکار میں بڑے بڑے لوگ تھے۔ فوج کے سردار وزیر۔ امیر۔ مولوی۔ مُلّا۔ پنڈت۔ درویش۔ ان ہی میں ایک کالورام بیدی تھا۔ کالورام ذات کا کھتری تھا۔ اور ابراہیم لودھی کی سرکار میں پٹواری تھا۔

جب کالورام نے شادی کی تو کچھ دن بعد کالورام کے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ یہ بچہ بڑا ہونہار تھا اور اس کی صورت بھی بڑی موہنی تھی جس گاؤں میں کالورام رہتا تھا

اس کا نام تھا تلونڈی۔ تلونڈی کا نام تو اب کوئی جانتا بھی نہیں کیونکہ اسی تلونڈی کو اب ننکانہ کہتے ہیں، اور ننکانہ صاحب اتنا مشہور ہے کہ تلونڈی کا نام ہی لوگ بھول گئے

کالو رام کا بچہ آگے چل کر ایسا مشہور ہوا کہ مسلمان ہندو یہودی عیسائی سب اُسے جان گئے۔

کالورام کے بچے کا نام ہم نے اب تک تمھیں نہیں بتایا، اچھا سنو یہی ہیں جنھیں گرُونانک کہتے ہیں اور اِن ہی کے نام پر تلونڈی کا نام ننکانہ پڑگیا ہے۔

گرونانک سکھوں کے پیشوا۔

سردار جی کے سب سے بڑے گرو ہیں۔ اچھا تو اب آگے کی کہانی سنو۔ کالورام نے اپنے بچّے کو پاٹھ شالہ بھیجا۔ کالورام چاہتا تھا کہ جیسا میں سیدھا سادھا ہندو ہوں سر پر چوٹی کمر میں دھوتی ویسا ہی میرا بچہ بھی سیدھا سادھا ہندو ہو۔ رام رام کہے گھنٹی بجائے مگر کالورام کے بچہ کو تو کچھ اور ہی بننا تھا، جس زمانہ کی ہم باتیں کر رہے ہیں ہندو مسلمانوں میں بڑا ایکا تھا مسلمان مولویوں کے پاس ہندو اپنے بچوں کو پڑھانے بھیجتے تھے مسجد اور مندر اِن کی نگاہ میں برابر تھے۔ جب کالورام کے بیٹے کا

پاٹھ شالہ میں جی نہ لگا تو اسے
مسجد میں مولوی صاحب کے پاس
بٹھا دیا مولوی صاحب کا نام تھا
مولانا سید حسین۔

جب یہ بچہ دس برس کا ہوا تو
کالو رام نے برادری والوں کو بلایا
اور بڑی دھوم سے دعوت کی اس
دعوت میں ہندو مسلمان سب
شریک تھے۔ کالو رام نے سب
لوگوں سے کہا بھائیو! آج میں اپنے
لالو کو جنیئو پہناتا ہوں تاکہ یہ سچ مچ
ہندو بن جائے۔ بڑے بڑے
پنڈت گھنٹیاں بجا رہے تھے اور
جنیئو ڈالنے کی تیاریاں کر رہے
تھے اُس وقت گرو نانک نے کہا

گیانی پنڈتو تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ سچا اور اچھا جنیو کیسا ہوتا ہے؟ سنو اور سمجھو،

رحم اور محبت کی کپاس لاؤ پھر اُس کپاس کو اوٹ کر سوت کاتو ایسا سوت جو صبر کا ہو، خدا پرستی کا سوت میں بَل ڈالو اور پاک بازی کی گرہیں لگا کر گردن میں ڈالو۔ یہ ہے سچا اور اچھا جنیو۔

گرو نانک جو ایسی باتیں کرتے تھے لوگ کہتے ہیں کہ یہ مولانا سید حسین کی تعلیم کا اثر تھا اور اسی وجہ سے بابا فرید شکر گنج کے خاندان کے مُرید ہوئے جن کو پنجاب میں سب سے

بڑا بزرگ مانا جاتا تھا۔
گرو نانک ذرا بڑے ہوئے تو
باپ نے چالیس روپیہ دے کر
کہا کہ اس روپیہ کا مال خرید لاؤ
اور ایک آدمی ساتھ کر دیا۔ راستہ
میں نانک کو کچھ فقیر ملے فقیروں کو
دیکھ کر نانک کے دل میں کچھ رحم
آیا اور روپیہ دینے لگے، فقیر بولے
بابا ہم تو بھوکے ہیں روپیہ لے کر
کیا کریں گے، ہمیں تو روٹی چاہئے
یہ سُن کر نانک شہر گئے اور روپیہ کا
آٹا دال خرید کر اور پکوا کر سب کا
سب بھوکے فقیروں کو کھلا دیا اور
خالی ہاتھ گھر لوٹ آئے۔ باپ کو
جب خبر لگی کہ بیٹا سب روپیہ لُٹا کر

آگیا تو بڑا خفا ہوا اور مارنے پر آمادہ ہوگیا مگر ایک مسلمان نے جو کالو رام کا دوست تھا نانک کو بچا دیا۔ نانک کی بے پروائی اور فقیروں کی خدمت پر کتنی ہی مرتبہ باپ نے سزا دینی چاہی مگر ماں کی محبت آڑے آگئی اور پیٹنے سے بچا بچا لیا۔ آخر باپ نے انھیں سلطان پور کپور تھلہ ریاست کے علاقے میں بھیج دیا یہاں نانک کے بہن بہنوئی رہتے تھے۔ اور دولت خاں لودھی کی سرکار میں ان کے بہنوئی کا رسوخ تھا۔ بہنوئی نے سفارش کر کے نانک کو دو نخاں کا مودی بنوا دیا۔ یہ نوکری نانک کے جی کی تھی، اور یہ جنس بانٹتے وقت

خوب دل کھول کر غریبوں کی مدد کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں ایک کھتری کے گھر ان کے بیاہ کی بات چیت ہوئی اور شادی ہو گئی کچھ دن گذرے تھے کہ نانک نے دولت خاں کی نوکری چھوڑدی اور خدا سے لَو لگا کر سب سے الگ تھلگ رہنے لگے یہ رنگ دیکھ کر ان کی بیوی بھی بچوں کو لے کر میکے چلی گئی، اور نانک جی گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو خدا کی باتیں سکھانے لگے وہ ہر ایک سے کہتے تھے کہ خدا اکیلا ہے کوئی اس کا ساتھی اور ساجھی نہیں کسی دیوی دیوتا کو نہ پوجو خدا کے

سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں
ہے۔ نانک جی بتاتے تھے کہ ہر
مذہب والے سے مل جل کر رہو
اور کسی سے بیر نہ رکھو۔ نانک
کے دو ساتھی ایسے تھے جو
ہر دم ساتھ رہتے تھے اور کسی وقت
ان سے الگ نہ ہوتے تھے چاہے
بھوکے رہیں پیاسے رہیں مصیبت
ہو آرام ہو۔ ایک کا نام تھا
بالا یہ ہندو تھا اور ایک کا نام
تھا مردانہ یہ مسلمان تھا جس وقت
نانک چپ چاپ ہو کر خدا کے
دھیان میں بیٹھ جاتے اور خدا
سے لَو لگا کر آنکھیں بند کر لیتے
تو مردانہ انھیں اللہ کی یکتائی کے

گیت سُناتا جس سے اُن کے دل میں خدا کی لگن پیدا ہوتی اور جوش پیدا ہو جاتا۔

بابر بادشاہ نے جب ابراہیم لودھی پر چڑھائی کی اور ایمن آباد کو جہاں نانک اور ان کے ساتھی رہتے تھے بابر کے سپاہیوں نے لُوٹا تو نانک اور ان کے دونوں ساتھی بھی پکڑے گئے، اور سب کے سب سپاہیوں کی خدمت کرنے لگے۔

مگر جب سپاہیوں نے ان کی دُرویشانہ باتیں سُنیں تو بڑی آؤ بھگت کی اور بابر سے ان کا ذِکر کیا۔ بابر نے نانک جی کی باتیں سُنیں تو ان کی بڑی عزّت کی

اور چھوڑ دیا'

گرو نانک نے ہندوؤں کے متبرک مقامات کی بھی جاترا کی تھی اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کی بھی زیارت کی تھی۔

ایک دفعہ ہردوار کے میلہ میں گئے ایک جگہ کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگے۔ برہمن گنگا میں کھڑے ہو کر ہاتھوں میں پانی بھر بھر کر اچھال رہے تھے' اُن کا منھ پچھم کی طرف تھا اور پورب کی طرف پیٹھ تھی۔ گرو نانک کچھ دیر تک دیکھتے رہے پھر پورب کی طرف منھ کرکے پانی پھینکنے لگے۔ پنڈتوں نے جب اُنھیں پانی اُچھالتے دیکھا تو یہ سمجھے کہ کوئی پاگل

ہے ہنس کر پوچھنے لگے کہ یہ پانی کسے دے رہے ہو۔ گرُو نانک نے جواب دیا میرے کھیت پورب کی طرف ہیں اور سوکھے جا رہے ہیں میں اپنے کھیتوں کو پانی دے رہا ہوں۔ اس پر برہمنوں نے گرُو نانک کی بڑی ہنسی اُڑائی۔ مگر گرو نانک ذرا بھی آزردہ نہ ہوئے اور بولے کہ اگر تمھارے پانی اُچھالنے سے کسی بزرگ کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو میرے پانی اُچھالنے سے کھیت ہرے کیوں نہ ہوں گے۔

سچ یہ ہے کہ گرو نانک کا خیال بڑا پکا تھا اور وہ خدا کے سوا کسی کو نہ مانتے تھے۔ آخر وقت ضلع گورداسپور

میں ایک جگہ ٹھہر گئے اور فقیروں کے آرام کے لئے خانقاہ بنا کر رہنے لگے اکبر بادشاہ بھی گرونانک کی بڑی عزت کرتا تھا اور ہمیشہ نذرانے دیتا تھا اور ان کا خیال رکھتا تھا۔

گرونانک نے مکہ اور مدینہ کی بھی زیارت کی تھی اور مدت تک بابا فرید کی خدمت میں رہ کر درویشی کے طریقے سیکھے تھے، گنگوہ ضلع سہارن پور کے ایک بہت بڑے عالم سے کسی نے گرونانک کا نام لے کر پوچھا تھا کہ ان کا مذہب کیا تھا تو مولانا نے جواب دیا تھا کہ بہت کم لوگوں نے گرونانک کی حقیقت سمجھی ہے وہ تو سچے اور پکے مسلمان تھے

اور مسلمان وہی ہے جو اللہ کو ایک سمجھتا ہے اور کسی کو اللہ کا ساجھی نہیں سمجھتا۔

سکھ اور مسلمانوں میں بہت سی باتیں ملتی جلتی ہیں اور ایک یہ بات کہ مسلمان بھی خدا کو اکیلا جانتے ہیں اور سکھ بھی یہی کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور کسی دیوی دیوتا کو نہیں مانتے ایسی ہے کہ یوں دکھائی دیتا ہے جیسے دونوں ایک ہی ہیں، اور تھے بھی ایک ہی ذرا سا پھیر ایسا پڑا کہ دونوں بھائی ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔

اور وہ پھیر یہ تھا کہ جہانگیر بادشاہ سے جھوٹ یا سچ کسی نے یہ کہہ دیا کہ بابا

نانک کے پنتھ والے گرو ارجن جی کی حکومت بنانے کی سازش کر رہے ہیں جہانگیر بادشاہ نے انھیں قید کر دیا اور یہ قید میں بیمار ہو کر مر گئے یہ بات سن کر گرو ارجن جی کے چیلے گرو گوبند جی کے دل میں آگ بھڑکنے لگی اور اپنے چیلوں کی ایک فوج چپکے چپکے بنانے لگے۔ اور مسلمان بادشاہوں کے دشمن بن کر بدلہ لینے کی تیاری کرنے لگے، ورنہ گرو نانک تو نہ کسی سے دشمنی کا سبق پڑھاتے تھے نہ کسی سے لڑنے کی باتیں سکھاتے تھے اور یہ کچھ گرو گوبند ہی پر نہیں بڑے بڑے پیروں کے چیلے ایسے ہی ہو جاتے ہیں کہ پیر تو کچھ ہوتا ہے

اور مرید کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔
گرو نانک ستر برس تک ہندو مسلمانوں کو ایک ہو جانے کی تعلیم کرتے رہے۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارے تھے اور مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارے تھے مسلمانوں نے ان کا مقبرہ بنایا اور ہندوؤں نے سمادھی۔

بھگت کبیر

لکھنؤ سے کلکتہ جانے والی گاڑی پر جہاں فیض آباد اور مغل سرائے راستہ میں پڑتے ہیں بنارس کا اسٹیشن ہے اسے کاشی جی بھی کہتے ہیں کاشی جی میں بڑے بڑے سادھو اور مہاتما رہتے ہیں۔

اسی کاشی میں پانچ سو برس سے کچھ زیادہ دن گذرے کپڑا بننے والا ایک جلاہا رہتا تھا یہ جلاہا مسلمان تھا

اور اس کے کوئی اولاد نہ تھی

ایک دن یہ اور اس کی بیوی جس کا نام نیمہ تھا بنارس سے باہر کسی گاؤں کو جا رہے تھے۔ راستہ میں تالاب کے کنارے انھیں کپڑے میں کوئی چیز لپٹی پڑی دکھائی دی' پاس جا کر اور کھول کر دیکھا تو ایک ننھا مُنّا بچہ انگوٹھا چوس رہا تھا جلاہے نے جب اس بچہ کو دیکھا تو بڑا ترس آیا اور اپنی بی بی سے بولا دیکھ خدا نے اپنی قدرت سے ہمیں یہ جیتا جاگتا بیٹا دیا ہے چل اسے اٹھا کر گھر لے چلیں۔

بی بی نے جواب دیا لے تو چلیں لیکن اگر کسی نے پوچھا تمھیں یہ بچہ کہاں سے ملا ہے تو ہم کیا جواب دینگے۔

جولاہے نے کہا اری پگلی کسے
غرض پڑی ہے جو پوچھتا پھرے کہ
بچہ کس کا ہے؟ کہاں سے آیا ہے
بچہ کا کوئی وارث ہوتا تو جنگل میں
چھوڑ ہی کیوں جاتا۔ یہ تو اللہ میاں
نے ہمیں دیا ہے ہم اسے ضرور
پالیں گے۔ نیمہ نے اس بچہ کو گود
میں اٹھا لیا اور گھر لے چلی مگر یہ بچہ
آیا کہاں سے؟ یہ کہانی بھی بڑی
مزے دار ہے

بنارس شہر میں ایک بڑے مہاتما
تھے ان کا نام تھا راما نند جی۔ ایک
برہمن راما نند جی کے پاس آیا کرتا تھا۔
برہمن کی ایک بیٹی تھی بڑی سندر
اور موہنی بے چاری جوانی میں رانڈ

ہو گئی تھی

ایک دفعہ برہمن سوامی جی کے پاس
گیا تو اپنی پتری کو بھی ساتھ لیتا گیا
پتری نے سوامی جی کو دونوں ہاتھ جوڑ کر
بڑے ادب سے پرنام کیا۔ سوامی جی
نے دعا دی کہ بھگوان تجھے جیتا جاگتا
بیٹا دے۔ یہ سُن کر برہمن بڑا گھبرایا وہ
جانتا تھا کہ سوامی جی بھگوان کے بھگت
ہیں ان کا کہا پورا ہو کر رہے گا۔ بولا
سوامی جی میری پتری تو رانڈ ہے بیٹا
کہاں سے ہو گا سوامی جی نے کہا بھگوان
کو بیٹا دینا کیا مشکل ہے اس کی مایا
کون جانتا ہے آخر سوامی جی کی دعا کے
اثر سے برہمنی کے بیٹا ہوا۔ بیٹا ہوا
تو بیچاری گھبرا گئی اور یہ سوچ کر کہ

نہ جانے دنیا کے لوگ کیا کہیں گے اپنے
لال کو تالاب کے کنارے ڈال آئی
یہیں سے اس بچہ کو مسلمان جولاہا جس کا
ابھی ابھی ہم نے ذکر کیا ہے اُٹھا کر
لے گیا کسے خبر تھی کہ جلاہے کے گھر کا
بچہ ایسا مشہور ہوگا کہ دُنیا اس کے حالات
ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کتابوں میں لکھے گی
ہاں تو جب اس بچہ کو نیمہ لے کر اپنے
گھر پہنچی تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے
محلہ کے قاضی جی کو بلایا۔

قاضی جی نیمہ کے گھر کے پاس ہی
رہتے تھے بڑے نمازی پرہیزگار تھے
جو کوئی محلہ میں بچہ ہوتا قاضی جی اس کا
نام رکھتے بیمار ہوتا تو پانی دَم کرتے
اور تعویذ گنڈے بنا کر دیتے قاضی جی

آئے تو نیمہ نے کہا میرے بچہ کا نام فال میں نکالیئے۔ قاضی جی نے فال کی کتاب کھولی اور بچہ کا نام دیکھا تو کبیر نکلا!

بس تو یوں سمجھو کہ کبیر میں خون برہمن کا تھا اور پرورش مسلمان جولاہے کے گھر میں ہوئی۔

کبیر بڑے ہوئے تو جی میں یہ سمائی کہ دُنیا کے دھندے چھوڑ کر خدا سے لَو لگانی چاہیئے اور کسی ایسے آدمی کا ہاتھ پکڑنا چاہیئے جو خدا تک پہنچا دے۔

دیس دیس جنگل جنگل پھرے مگر جی کی بے چینی نہ گئی۔

کاشی جی میں سوامی رامانند کی بڑی شہرت تھی۔ کبیر سوچنے لگے کہ چلو

سوامی کے پاس چلیں۔ ہندی کا بھگوان اور عربی کا اللہ دونوں ایک ہیں فقط بولی کا پھیر ہے۔ ہندو پرم آتما مسلمان اللہ پکارتا ہے، جس اللہ کو مسلمان ڈھونڈھتے ہیں اسی کا ہندو کھوج لگاتے ہیں پھر جی میں کہنے لگے ایسا نہ ہو سوامی جی مسلمان سمجھ کر مجھے منھ نہ لگائیں۔ آخر یہ ترکیب کی کہ کاشی گھاٹ کی سیڑھیوں پہ جا لیٹے تڑکے کا ہلکا ہلکا اندھیرا تھا سوامی رامانند گنگا اشنان کو آئے اور سیڑھی پہ اترے تو کبیر پر پاؤں پڑا۔ جب دیکھا کہ پاؤں تلے کبیر ہیں تو رام رام کرنے لگے۔ سوامی جی تو اشنان کر کے چلے گئے مگر کبیر نے ہر ایک سے

کہنا شروع کر دیا کہ میں سوامی جی کا چیلا بن گیا ہوں۔ اور سوامی جی نے اپنا پاؤں مجھ پر رکھ دیا ہے۔

سوامی جی کو جب یہ خبر لگی اور کبیر کا ایسا پریم دیکھا تو سچ مچ اپنا چیلا بنا لیا۔

کچھ دن بعد جب کبیر دیس دیس پھرتے پھراتے شیخ تقی سے ملے تو ان کے مرید ہو گئے اور اس طرح مسلمان اور ہندو دونوں کا فیض انھیں حاصل ہو گیا۔

کبیر نے کسی سے کچھ پڑھا لکھا نہ تھا اور پڑھتے بھی کیسے۔ جلاہے کے گھر میں پیدا ہوئے تھے وہاں کیا تھا۔ تنک ٹلی سنگ تار، کب بنوں کب جاؤں بزار۔

کبیر بھی کپڑ بُنتے بازار میں بیچتے اور جو کچھ مِل جاتا فقیروں کو بانٹ دیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کبیر گنگا کنارے بیٹھے تھے پاس ہی دو برہمن آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ایک نے کہا گنگا کا پانی بھی کتنا پوتر ہے کہ سارے پاپ اُس سے دُھل جاتے ہیں دوسرا بولا گنگا مائی کے کیا کہنے میلے کو اُجلا کر دیتی ہے کبیر دونوں برہمنوں کی باتیں سُن کر اُٹھے۔ اپنی جھولی میں سے مٹی کا پیالہ نکالا۔ گنگا جی کا پانی بھرا اور برہمنوں سے بولے برہمن دیوتا لیجئے یہ گنگا جل ہے۔ اسے پیجیے برہمنوں نے جب انھیں دیکھا تو منہ بنا کر بولے

ارے تم تو کبیر ہو۔ جُلا ہے ہو بھلا
جُلا ہے کے برتن میں برہمن پانی کیسے
پیئے۔
کبیر نے کہا اگر گنگا جل مٹی کے
پیالے کو بھی پوِتر نہیں کر سکتا تو منش
کے شریر کو کیسے پاک کر سکتا ہے
انسان تو پاپ کا پُتلا ہے اس کے
رونگ رونگ میں پاپ بسا ہے گنگا جل
سے کیسے صاف ہوگا برہمن دیوتا نہ جانے
آپ کس بھول میں ہیں جیسا کرم ہو ویسا
ہی بھوگنا پڑتا ہے نہ حج کرنے سے انسان
پاک ہوتا ہے نہ گنگا جی کی جاترا سے
نہ دوار کا جانے سے نہ گیا جی کے درشن
سے۔ جن من چنگا ہو وا کے ہردے
میں گنگا بہے۔

کبیر چاہتے تھے کہ ہندو مسلمان
آپس میں ایسے گھُل مِل کر رہیں جیسے
دودھ اور میٹھا۔ بھگت کبیر ہندو مسلمان
دونوں سے یکساں پریم و محبت کرتے
تھے، وہ کہتے تھے دھرم کسی سے بَیر
رکھنا نہیں سکھاتا، کبیر جب مَرے تو
ہندو مسلمان دونوں میں جھگڑا ہونے لگا
کہ انھیں کون لے جائے۔ مسلمان کہتے
تھے کہ یہ شیخ تقی کے مُرید تھے مسلمان
تھے مسلمان کے گھر میں پَلے اور بڑھے
انھیں دفن کرو۔ ہندو کہتے تھے کہ یہ سوامی
رامانند جی کے چیلے تھے مَرتے مَرتے گرو
بھگتی کرتے رہے انھیں مرگھٹ میں لے
چلو اور جلاؤ۔ کھینچا تانی ہوئی اور کپڑا
جو اُوپر پڑا تھا ہٹا تو کیا دیکھتے ہیں کہ

پھولوں کا ڈھیر پڑا ہے۔ آدھے
پھول مسلمان لے گئے آدھے ہندو۔
ہندوؤں نے مٹھ بنایا مسلمانوں نے
دفن کیا۔ قبر پر مسلمان مجاور رہتے
ہیں اور مٹھ پر ایک موٹا سا سنیاسی
بیٹھا رہتا ہے۔ اور دونوں چیزیں اب
بھی ہمیں بتاتی ہیں کہ کبیر داس مسلمانوں
کے بھی تھے اور ہندوؤں کے بھی

بچوں کی آسانی کیلئے فرہنگ الفاظ

پاٹھ شالہ - ہندو بچوں کا مکتب

گیانی - صاحب علم

بَیر - دشمنی

جاترا - زیارت

پنتھ - گروہ - جماعت

پُتری - لڑکی

پرنام - وہ سلام جو بزرگوں کو
کیا جائے

پَوِتر - پاک

پاپ - گناہ

مَنُش - آدمی

شریر - بدن

بھوگنا - سہنا
بُھگتنا

ہردے - دِل